بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام میں

حلال و حرام

مولانا نعیم الدین
فاضل جامعہ مدنیہ، لاہور

مکتبہ قاسمیہ
۱۷۔ اردو بازار ○ لاہور

۳

اے لوگو کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے حلال پاکیزہ اور پیروی نہ کرو شیطان کی
بیشک وہ تمہارا دشمن ہے صریح
القرآن

اسلام میں

حلال و حرام

مولانا نعیم الدین
فاضل جامعہ مدنیہ، لاہور

مکتبہ قاسمیہ
۱۷۔ اردو بازار ○ لاہور

فہرست مضامین

پیش لفظ

اسلام میں "حلال وحرام" کا مسئلہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے جس پر قبولیتِ اعمال کا توقف اور جہنم سے نجات کا مدار ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

"لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَتّٰی یُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمْرِهٖ فِیْمَآ اَفْنَاهُ وَ عَنْ شَبَابِهٖ فِیْمَآ اَبْلَاهُ وَعَنْ مَّالِهٖ مِنْ اَیْنَ اکْتَسَبَهٗ وَفِیْمَآ اَنْفَقَهٗ وَمَاذَا عَمِلَ فِیْمَا عَلِمَ" (مشکوٰۃ ص ۴۴۳)

قیامت کے روز محشر میں کوئی بندہ اپنی جگہ سے سرک نہ سکے گا جب تک کہ اس سے پانچ سوالوں کا جواب نہ لے لیا جائے ایک یہ کہ اس نے اپنی عمر کس کام میں فنا کی، دوسرے یہ کہ اپنی جوانی کس شغل میں برباد کی، تیسرے یہ کہ اپنا مال کہاں سے کمایا، چوتھے یہ کہ اپنا مال کہاں خرچ کیا، پانچویں یہ کہ اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا

لیکن جس قدر یہ مسئلہ اہم ہے اسی قدر اس سے بے اعتنائی اور لاپرواہی برتی جا رہی ہے احقر نے اس مسئلہ کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے "ماہنامہ انوار مدینہ" لاہور میں حاصل مطالعہ کے عنوان سے ایک مضمون چند اقساط میں لکھا تھا جو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ عزیزی شاہد سلّمہ نے احقر سے اس بات کا تقاضا کیا کہ اگر یہ مضمون یکجا کر کے کتابی شکل میں چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا جائے تو امید ہے کہ یہ بہت سے لوگوں کی اصلاح کا ذریعہ بنے گا اور اسکا نفع عام ہو جائے گا۔ احقر نے انکے اس مشورہ کو قبول کرتے ہوئے مضمون پر نظر ثانی کی اور مزید چند چیزوں کا اضافہ کر کے اسے کتابی شکل دیدی۔

اس کتاب میں اختصار کے پیش نظر صرف حلال وحرام کی اہمیت سے متعلق آیات کریمہ احادیث مبارکہ اور تاریخی واقعات ذکر کیے گئے ہیں، مسائل ذکر نہیں کیے گئے۔ اگر توفیق ایزدی شامل حال رہی تو انشاء اللہ کسی موقعہ پر مسائل بھی ذکر کر دیئے جائینگے، آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزی شاہد سلّمہ اور جن حضرات نے اس کی طباعت میں تعاون کیا ہے انکی مساعی کو قبول ومنظور فرمائے اور اس کتاب کو عوام کی اصلاح اور احقر کی نجات کا ذریعہ بنائے۔

نعیم الدین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسلام اور اکل حلال

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر حلال کھانے کی تاکید اور حرام سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوۡا مِمَّا فِی الۡاَرۡضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ۔ (۲ : ۱۶۸)

اے لوگو کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے حلال، پاکیزہ اور پیروی نہ کرو شیطان کی بے شک وہ تمہارا دشمن ہے صریح،

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

فَكُلُوۡا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّاشۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ اِیَّاهُ تَعۡبُدُوۡنَ۔

(۱۶ : ۱۱۴)

سو کھاؤ جو روزی دی تم کو اللہ نے حلال اور پاک اور شکر کرو اللہ کے احسان کا، اگر تم اسی کو پوجتے ہو۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَكُلُوۡا مِمَّا رَزَقَكُمُ

اور کھاؤ اللہ کے دیے ہوئے

اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ (۵: ۸۸)

میں سے جو چیز حلال پاکیزہ ہو اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔ (۲: ۱۷۲)

اے ایمان والو کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اسی کے بندے ہو۔
(ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

اللہ تعالیٰ رزقِ حلال کھانے کی جو اس قدر تاکید فرما رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان دیگر حیوانات کی طرح نہیں کہ اس کا مقصدِ زندگی دُنیا میں کھانے پینے، سونے جاگنے اور جینے مرنے تک محدود ہو۔ اسکو قدرت نے مخدومِ کائنات کسی خاص مقصد سے بنایا ہے اور وہ مقصد اعلیٰ پاکیزہ اخلاق کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا، اسی لیے بد اخلاق انسان درحقیقت انسان کہلانے کے قابل نہیں۔ قرآن کریم نے ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد فرمایا ہے بَلْ هُمْ اَضَلُّ یعنی وہ چوپایوں سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔

جب انسان کی انسانیت کا مدار اصلاحِ اخلاق پر ہوا تو ضروری ہے کہ جتنی چیزیں انسانی اخلاق کو گندا اور خراب کرنے والی ہیں اُن سے اِس کو پرہیز کرایا جائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کتابِ ہدایت میں بار بار حلال کھانے کی تاکید اور حرام سے بچنے کی تلقین فرمائی۔

اکل حلال کی برکات

اکل حلال کی بڑی برکات ہیں۔ حلال کھانے سے

(۱) اخلاقِ حسنہ پیدا ہوتے ہیں اور اخلاقِ رذیلہ سے نفرت ہوتی ہے۔
(۲) اعمالِ صالحہ کی توفیق ملتی ہے۔
(۳) عبادت میں دِل لگتا ہے۔
(۴) گناہ سے دِل گھبراتا ہے۔
(۵) قلب میں نور اور معرفت پیدا ہوتی ہے۔
(۶) دُعا قبول ہوتی ہے۔
(۷) کمائی میں برکت ہوتی ہے۔
(۸) اولاد پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے اور اکثر اولاد نیک و صالح ہوتی ہے۔
(۹) اللہ اور اللہ کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا نصیب ہوتی ہے۔
(۱۰) جنت میں داخلہ اور دوزخ سے نجات ملتی ہے۔

ذیل میں ہم اکلِ حلال کی برکات سے متعلق چند واقعات ذکر کرتے ہیں۔

شاہ افغانستان کا ایک سبق آموز واقعہ

حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

" اس پر مجھے ایک بات یاد آئی۔ دیکھنے میں تو معمولی ہے لیکن سمجھدار کے لیے سبق آموز ہے وہ یہ کہ افغانستان کے بادشاہ امیر دوست محمد خاں صاحب جو امیر عبدالرحمٰن خاں صاحب کے والد اور امان اللہ خاں کے دادا تھے۔ بہت دین دار بادشاہ تھے۔ ان کی دینی باتیں ضرب المثل تھیں

ایک روز وہ شاہی محل سرائے میں آئے تو چہرہ کچھ اداس سا تھا، بیگم نے پوچھا کہ آج آپ کے چہرہ پر غمگینی اور اداسی کیوں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک بہت بڑے حادثے کی اطلاع آئی ہے جس کی بنا پر میں مغموم ہوں اور پریشان ہوں وہ یہ ہے کہ افغانستان پر کسی دشمن نے حملہ کیا تو میں نے اپنے شہزادے کو فوج دے کر مقابلہ کے لیے بھیجا تھا۔

آج سرحد سے یہ خبر آئی ہے کہ شہزادے کو شکست ہوگئی ہے اور وہ دوڑتا ہوا آرہا ہے اور دشمن اس کے پیچھے پیچھے ملک کو فتح کرتا ہوا آرہا ہے۔ تو دو غم مجھے لاحق ہیں ایک تو ملک ہاتھ سے گیا وہ دوسروں کے قبضہ میں چلا جاوے گا۔ دوسرے یہ کہ میرا شہزادہ شکست کھا کے آیا اور بزدلی دکھلائی۔ یہ داغ میرے اوپر مرتے دم تک باقی رہے گا کہ میرا شہزادہ کمزور اور بزدل ہے۔ ان دو غموں کی وجہ سے میرا چہرہ اداس ہے۔

بیگم نے کہا یہ سب جھوٹی باتیں ہیں اور غلط خبر ہے۔ میرا شہزادہ شکست کھا کر نہیں آسکتا۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ وہ شہید ہو جائے، لیکن دشمن کو پشت دکھا کر آئے یہ ممکن نہیں یہ خبر جھوٹی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ سرکاری پرچہ نویسوں کی اطلاع ہے۔ اُس نے کہا کہ وہ پرچہ نویس بھی جھوٹے ہیں۔ انہوں نے کہا خالص بادشاہی دفتر کی اطلاع ہے، اُس نے کہا کہ دفتر بھی جھوٹا ہے، تو امیر نے کہا کہ اب کون اس عورت سے جھگل باؤل کرے۔ مرغ کی ایک ٹانگ ہانکے جاوے گی۔ نہ اسے سرکاری حکومت کے حالات کی اطلاع، نہ دفاتر کی نہ سرکاری کاغذات کی۔ اُس نے سب کو جھوٹا قرار دے دیا، گھر میں بیٹھنے والی عورت ہے اسے کون سمجھاوے۔ واپس چلے آئے۔

اگلے دن گھر گئے تو چہرہ بہت ہشاش وبشاش تھا۔ بیگم نے کہا کہ

کیا بات ہے آج تو بہت خوش ہیں۔ کہا کہ تم نے جو بات کہی تھی وہی صحیح نکلی۔ وہ تو صورت یہ ہے کہ دشمن کو بھگا دیا شہزادے نے، اور فتح کے شادیانے بجاتا ہوا آرہا ہے۔ فاتح بن کر آرہا ہے۔ دشمن کو دُور تک بھگا دیا ہے۔

بیوی نے کہا الحمد للہ خُدا نے میری بات سچی کر دی۔ اس پر امیر نے پوچھا کہ آخر تم نے اتنی قوت سے کیسے دعویٰ کیا وہ شکست کھا کر نہیں آرہا ہے۔ کیا تمہیں الہام ہوا تھا اُس نے کہا کہ مَیں عورت ذات ہُوں مجھے الہام سے کیا تعلق اور پھر شاہی بیگم، سارے عیش کے سامان میّسر ہیں مَیں ایسی ولی کہاں سے بن گئی کہ مجھ پر الہاماتِ خداوندی ہوں۔ امیر نے کہا پھر آخر ایسی قوت سے تم نے کیسے دعویٰ کیا کہ ساری خبریں جھُوٹی ہیں اور واقعی وہ نکلی جھوٹی۔ یہ کیا بات ہے؟

بیگم نے کہا یہ ایک راز ہے جسے میں ظاہر کرنا نہیں چاہتی، اب امیر سر ہوئے کہ ایسا کونسا راز ہے بیوی کا جو خاوند سے چھپا رہے۔ خاوند سے زیادہ رازدار کون ہے بیوی کا۔ وہ پوچھنے پر مصر ہیں اور یہ چھپا رہی ہیں۔ امیر نے کہا کہ میں بہر حال تم سے پوچھ کر رہوں گا۔ اب وہ مجبور ہوئی تو اس نے کہا مَیں نے عمر بھر یہ بات ظاہر نہیں کی آج مَیں وہ راز کھولے دیتی ہُوں جب آپ بے حد مصر ہیں۔

وہ یہ ہے کہ جب شہزادہ میرے پیٹ میں آیا تو مَیں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ کوئی مشتبہ لقمہ میرے پیٹ میں نہیں جائے گا تو مَیں نے سلطنت کے خزانے سے ایک پائی نہیں لی، اور جو تنخواہ آپ کو ملتی تھی نہ اس سے مَیں نے کوئی پائی لی۔ اپنے ہاتھ سے ٹوپیاں بناتی تھی، انکو بکواتی تھی

اس سے میں نے اپنا پیٹ پالا ہے، تو میں نے نو (۹) مہینے میں انتہائی تقویٰ سے کامل حلال غذا استعمال کی، اس کے بعد جب یہ پیدا ہوا تو میں نے بجائے دودھ پلانے والیوں کے سپرد کرنے کے کہ کسی انّا کا دودھ پئے میں نے خود ہی دودھ پلایا۔ اس عہد کو قائم رکھا کہ دو برس تک کوئی مشتبہ لقمہ میرے پیٹ میں نہیں جائے گا۔ اسی طرح میں نے اپنی دستکاری سے محبت سے کمایا اُسے کھایا اور اس کے ساتھ ساتھ میں نے یہ طریقہ بھی اختیار کیا کہ جب یہ دودھ پینے کے لیے روتا تو میں پہلے وضو کرتی۔ پھر دو رکعت نماز نفل پڑھتی اور دعا مانگ کر پھر دودھ پلاتی تھی۔ پاک صاف ہو کر۔ [1]

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا واقعہ

حضرت حکیم الاسلامؒ فرماتے ہیں: "حضرت امام شافعی رحمہ اللہ پر جب بڑھاپا غالب آیا اور چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تو اُن کے شاگردوں میں امام احمد بن حنبلؒ ہیں امام وقت ہیں اور ایک جلیل القدر امام کے شاگرد ہیں تو امام احمدؒ کو لکھا کہ...... میں تو بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اب سفر کے قابل نہیں رہا۔ تم سے ملے عرصہ ہو گیا ہے۔ ملنے کو جی چاہتا ہے، اگر تم تکلیف کر کے مصر کا سفر کر لو تو تمنا پوری ہو جائے گی۔

حضرت امام احمدؒ نے لکھا کہ حضرت میں حاضر ہو رہا ہوں اور تاریخ متعین کر کے لکھ دی کہ فلاں تاریخ کو مصر پہنچوں گا۔ جب وہ تاریخ آئی تو امام شافعیؒ کے گھر میں خوشی ہی خوشی ہے۔ بچیاں اچھلتی کودتی پھر رہی ہیں کہ ایک امام وقت ہمارے یہاں مہمان ہوگا۔ امام وقت آنے والا ہے اور تمام مصر میں خوشی ہی خوشی ہو رہی ہے۔

---

[1] منتخب تقاریر ص ۱۴ تا ۱۷

امام شافعیؒ استقبال کے لیے مصر سے کئی میل دُور باہر نکل گئے اور جب وہ نکلے تو مصر کے تمام علماء ان کے ساتھ نکلے اور جب تمام علماء ساتھ نکلے تو تمام فوجی حکام بھی ساتھ ہو لیے اور جب وہ ساتھ ہوئے تو بادشاہ وقت نے بھی کہا کہ میں بھی ساتھ چلتا ہوں۔ مصر کی حکومت اور قوم سب مل کر امام احمدؒ کے استقبال کو کئی میل آگے بڑھے اور بڑے تزک و احتشام کے ساتھ امام احمدؒ کو لے کر آئے اور امام شافعیؒ کے یہاں مہمان ہوئے۔

امام شافعیؒ کی مہمان نوازی ضرب المثل ہے اس قدر مہمان نواز کہ یوں چاہتے تھے کہ سارا گھر مہمان کے پیٹ میں داخل کر دوں۔ انتہائی مدارات اور تکریم کی۔ بہت سی قسم کے کھانے پکوائے۔ اب شام کا وقت ہوا۔ دستر خوان بچھا کر امام احمدؒ کو بلایا گیا۔ امام احمدؒ نے اس طرح گر پڑ کر کھایا جیسے کوئی سات وقت کا بھوکا کھانا کھا رہا ہو۔ اتنا زیادہ کھایا کہ دوسرے لوگوں کو تحیر پیدا ہوا کہ اتنا کھانا تو متقی کے شان سے بعید ہے کہ آدمی اپنے کو ناک تک بھر لے۔

جب امام شافعیؒ گھر میں پہنچے تو چونکہ فقہ و تقوٰی کا زمانہ تھا۔ بچیوں نے امام شافعیؒ کا دامن پکڑا کہ یہ کیسا امام ہے جو پیٹ بھر کر کھانا کھاتا ہے۔ یہ تو متقیوں کی شان سے بعید ہے یہ کس قسم کا امام ہے جس کی آپ تعریف کرتے تھے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے جواب نہ بن پڑا اس لیے کہ مجھے خود ناگوار ہو رہا تھا۔ تو بچیوں سے فرمایا کہ یہ خلجان میرے دل میں بھی ہے کہ احمد بن حنبلؒ نے امامِ وقت ہوتے ہوئے اتنا کیوں کھایا، مگر میں بول نہیں سکتا تھا اس لیے کہ میں میزبان ہوں۔ اگر میں کہتا کہ تم کم کھاؤ تو اس کا مطلب ہے کہ میں اپنا کھانا بچاتا ہوں۔ میرا موقعہ نہ تھا، مگر میرے دل میں

میرے بھی خلجان ہے اس لیے چپ ہو گئے۔

اس کے بعد دونوں امام عشاء کی نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ امام شافعیؒ کی صاحبزادیوں نے بستر کیا، اور چارپائی کے قریب لوٹا پانی کا بھر کر رکھا، تاکہ اخیر شب میں اُٹھنے میں وضو وغیرہ کرنے میں دُشواری نہ ہو۔ عشاء سے فراغت پر دونوں امام آکر اپنے اپنے مقامِ استراحت پر آرام فرما ہوئے۔ صبح کا وقت ہوا تو دونوں حضرات صُبح کی نماز کو مسجد میں تشریف لے گئے۔ صاحبزادیوں نے آکر بستر لپیٹا تو دیکھا کہ لوٹا اسی طرح پانی سے بھرا ہوا رکھا ہے۔ اب تو اُن کے غصّہ کا پارہ اور تیز ہوگیا، اور امام شافعیؒ نمازِ فجر سے فراغت پر جب گھر تشریف لائے تو بچّیوں نے دامن پکڑ کر کہا یہ کیسا امام ہے، پیٹ بھر کر یہ کھاتا ہے۔ رات کا تہجد اسے نصیب نہ ہو، وضو اس نے نہیں کیا۔ یہ کیسا امام ہے جس کی آپ تعریف کر رہے تھے۔ یہ امام کی شان نہیں۔ یہ تو ایک معمولی مسلمان کی شان ہے کہ بہت سے بہت پانچ وقت کی نماز پڑھ لی۔ امام کا رتبہ تو بہت بلند ہے۔

امام شافعیؒ سے صبر نہ ہو سکا۔ بہرحال اُستاد تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ سے آکر کہا کہ اے احمد بن حنبل یہ تغیر تم میں کب سے پیدا ہوا۔ کھانا کھانے بیٹھے تو تم نے اُنسٹھ کھایا۔ میرے بولنے کا موقع نہ تھا، مگر دل میں خلجان ضرور رہا۔ اس کے بعد لوٹا بھرا رکھا رہا۔ معلوم ہُوا کہ تم تہجد کے لیے نہیں اٹھے۔

امام احمد بن حنبلؒ مُسکرائے اور فرمایا حضرت واقعہ وہ نہیں ہے جو آپ سمجھ رہے ہیں۔ واقعہ کچھ اور ہے۔ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ کیا واقعہ ہے امام احمدؒ نے فرمایا کہ جب کھانا چُنا گیا تو اس کھانے پر اس قدر انوار و برکات

کی بارش تھی کہ مَیں نے دُنیا میں اتنی حلال کی کمائی آج تک نہیں دیکھی جتنا آپ کے گھر کا کھانا تھا، اس لیے مَیں نے چاہا کہ جتنا کھا سکتا ہوں کھا لوں چاہیے بعد میں سات دن روزے رکھنے پڑیں، مگر یہ کھانا پھر مجھے نہیں ملے گا۔ یہ وجہ تو زیادہ کھانا کھانے کی ہے کہ مَیں نے اس کھانے کو زیادہ کھالیا۔

پھر اُس کھانے پر انوار و برکات کی بارش دیکھی اور اتنا بابرکت اور حلال لقمہ مَیں نے عالم میں آج تک نہیں دیکھا اور فرمایا کہ اس کی دو برکتیں ظاہر ہوئیں ایک علمی اور ایک عملی۔ علمی برکت تو یہ ظاہر ہوئی کہ رات چارپائی پر لیٹ کر قرآن کی ایک آیت سے فقہ کے سو مسئلے استخراج کیے میرے اوپر علم کا ایک دروازہ کھل گیا اور عملی برکت یہ کہ عشاء کے وضو سے تہجّد پڑھی اور اسی وضو سے نمازِ فجر پڑھی۔ اس لیے جدید وضو کی ضرورت پیش نہیں ہوئی۔

امام شافعیؒ کِھل گئے اور بچّیوں سے کہا کہ دیکھا ہمارے یہاں امامِ وقت مہمان ہے۔ بچّیوں کی خوشی کی بھی انتہا نہ رہی۔[1]

عبداللہ شاہ دیوبندیؒ کا واقعہ

حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ "دیوبند میں ایک بزرگ تھے شاہ جی عبداللہ شاہ گزر اوقات کے لیے انہوں نے گھاس کھودنے کا مشغلہ اختیار کیا تھا، گھاس کھود کر گٹھڑی بناتے اسے بیچتے اور اس سے گزر اوقات کرتے اور گٹھڑی کی قیمت متعیّن تھی چھ پیسے۔ نہ کم لیتے تھے نہ زیادہ بارہ مہینے ایک ہی قیمت تھی۔ دیوبند کے لوگوں کا یہ حال تھا کہ جو لوگ اپنے جانوروں کے لیے گھاس خریدنے آتے تھے۔ تو ہر ایک کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ شاہ جی

[1] منتخب تقاریر ص ۲۰ تا ۲۵

کی گٹھڑی مَیں خرید لُوں، حالانکہ سینکڑوں، گھسیارے اپنی اپنی گٹھڑیاں لیے بیٹھے رہتے تھے، لیکن ان سے کوئی نہ خریدتا تھا۔ بلکہ شاہ جی کو ترجیح دیتے تھے کہ اس میں ہمارے جانوروں کے لیے بھی برکت ہوگی اور ہمارے گھر میں بھی اسی لیے پہلے سے انتظار میں کھڑے رہتے تھے۔ جب دیکھا کہ شاہ جی سَر پر گٹھڑی لیے آرہے ہیں تو سب لوگ خریدنے کو دوڑتے تھے جس نے گٹھڑی پر پہلے ہاتھ رکھ دیا بس گٹھڑی اسی کی ہوجاتی تھی اور وہیں پر گٹھڑی ڈال دیتے تھے۔ چھ پیسے لیے اور کہہ دیا کہ لے جاؤ اپنی گٹھڑی، پھر ان چھ پیسوں میں اُن کے یہاں یہ طریق تھا کہ دو پیسے تو وہیں صدقہ کر دیتے اور دو پیسے گھر کا خرچ تھا۔ ایک کوڑی کی لکڑی لی، ایک پائی کا تیل لیا، ایک ادھیلہ کا آٹا لیا۔ (سستائی کا زمانہ تھا۔ دو پیسے میں خاندان کا گزر ہوتا تھا) اور دو پیسے جمع کر لیا کرتے تھے۔ سال بھر میں جب آٹھ دس روپے جمع ہو جاتے تو ہمارے اکابر کی دعوت کیا کرتے تھے جن میں مثلاً حضرت نانوتوی رح حضرت گنگوہی رح، حضرت مولانا محمد یعقوب رح وغیرہ وغیرہ ہوتے تھے۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رح فرماتے ہیں کہ سال بھر ہمیں انتظار رہتا کہ کب وہ وقت آئے کہ شاہ جی کے گھر کی دعوت کھائیں اور فرماتے کہ جس دن ان کے گھر کی دعوت کھاتے تو چالیس چالیس دن قلب میں ایک نُور رہتا ہے اور طبیعت میں اُمنگ رہتی ہے کہ یہ بھی نیکی کر لُوں اور یہ نفلیں بھی پڑھ لوں اور یہ تلاوت کر لوں۔ یہ ذکر بھی کر لوں۔ چوبیس گھنٹے یہ جذبہ اُبھرتا ہے۔ یہ اس اکلِ حلال کی برکت ہے۔ [1]

---

[1] منتخب تقاریر ص ۲۵ تا ۲۷

حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی رح کا واقعہ

مولانا احتشام الحسن کاندھلوی رح تحریر فرماتے ہیں۔

"ایک مرتبہ آپ (مولانا مظفر حسین رح متوفی ۱۲۸۳/۱۸۶۶) کسی گاؤں کی ویران مسجد میں ٹھہرے۔ وہاں مغرب کے تھوڑی دیر بعد ایک غریب آدمی آیا اور جلدی جلدی مغرب کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد جب آپ کو دیکھا تو اپنے گھر گیا اور تین روٹی روکھی آپ کو لاکر دیں۔ آپ نے ان کو تناول فرمایا اور سو گئے رات کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور عجیب و غریب انوارات اور برکات ظاہر ہوئے۔ اس لیے اگلے دن آپ پھر وہیں ٹھہر گئے دن بھر کوئی نہ آیا۔ بعد مغرب وہی شخص آیا اور آپ کو بیٹھا دیکھ کر اپنے گھر سے دو روٹی بغیر سالن کے لاکر دیں۔ یہ رات بھی پہلی رات کی طرح گزری اور حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ اگلے دن پھر ٹھہرے رہے۔ بعد مغرب وہی شخص آیا اور آپ کو دیکھ کر گھر سے ایک روٹی لایا اور کہا بھائی مسافر اب جاؤ کل یہاں نہ ٹھہرنا۔ حضرت مولانا نے فرمایا۔ میرے ٹھہرنے کی وجہ یہ ہے کہ میں تمہاری روٹی میں عجیب لذت و حلاوت محسوس کرتا ہوں اور عجیب و غریب انوارات اور برکات کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ تم حقیقتِ حال بتاؤ تب جاؤں گا۔

اس شخص نے کہا:

مَیں بہت غریب آدمی ہوں۔ دن بھر محنت کر کے جو پیسے ملتے ہیں اس کا تھوڑا آٹا لے آتا ہوں جس میں تین روٹیاں پکتی ہیں۔ ایک میری، دوسری بیوی کی اور تیسری بچے کی۔ پہلے دن ہم تینوں نے فاقہ کیا اور تینوں روٹیاں تمہیں لادیں۔ دوسرے دن بچے کی حالت نہ دیکھی گئی اس لیے ایک روٹی اس

کو دے دی اور دو تمہیں لا دیں، آج بھوک کی وجہ سے بیوی بے تاب تھی اس کے حصہ کی روٹی اس کو دے دی اور اپنے حصہ کی لے آیا اور اب کل کو مجھ میں بھی فاقہ کی طاقت نہیں اس لیے مجبوراً مجھے تمہیں کہنا پڑا۔ حضرت مولانا نے فرمایا یہ ہے اسی اکلِ حلال اور ایثار کے اثرات اور ثمرات اور برکات ہیں"۔ ـه

ـه حالاتِ مشائخؒ کاندھلہ ص ۳۸-۳۹۔

اسلام اور کسبِ حلال

دینِ اسلام میں جس طرح حلال کھانے کی تاکید اور حرام سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اسی طرح حلال کمانے کی ترغیب اور اس کی فضیلت بھی ذکر کی گئی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ	پھر جب تمام ہو چکے نماز تو پھیل
فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ	پڑو زمین میں اور ڈھونڈو فضل
وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (۶۲: ۱۰)	اللہ کا۔ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

اس آیتِ مبارکہ میں مفسرین کرام نے اللہ کے فضل کو ڈھونڈنے سے روزی تلاش کرنا اور اس کی جستجو میں لگنا مراد لیا ہے، گویا اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جب جمعہ کی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو رزق کی تلاش اور جستجو میں لگ جاؤ۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :

" مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ وَاَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ" ـه

کبھی کسی نے اپنے ہاتھ کی محنت کی روزی سے بہتر کوئی کھانا نہیں

ـه بخاری ج ۱ ص ۲۷۸۔

کھایا اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السّلام اپنے ہاتھوں کی محنت سے کمائی ہوئی روزی کھاتے تھے۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا :

" اِنَّ اَطیَبَ مَا اَکَلتُم مِنْ کَسبِکُم " [1] (الحدیث) بلاشُبہ جو کچھ تم کھاتے ہو اس میں سب سے بہتر وہ چیز ہے جو تمہیں کمائی سے حاصل ہوئی ہے۔

ایک مقام پر یوں ارشاد فرمایا :

طَلَبُ کَسبِ الحَلَالِ فَرِیضَۃٌ بَعدَ الفَرِیضَۃِ " [2]

حلال روزی کمانا فرض کے بعد ایک فرض ہے۔

ایک موقعہ پر یہ ارشاد فرمایا :

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوقُ الاَمِینُ مَعَ النَّبِیِّینَ وَالصِّدِّیقِینَ وَالشُّھَدَآءِ " [3]

پوری سچائی اور ایمانداری کے ساتھ کاروبار کرنے والا تاجر (قیامت کے دن) انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" مَنْ اَمسیٰ کَالًّا مِّنْ عَمَلِہٖ اَمسیٰ مَغفُورًا لَہٗ " [4]

جس کسی نے اس حال میں شام کی کہ کام کرنے کی وجہ سے تھک کر چور ہو گیا ہو تو گویا اس نے اس حال میں شام کی کہ اس کے

---

[1] مشکوٰۃ ص ۲۴۲ ۔ [2] مشکوٰۃ ص ۲۴۲ ۔

[3] ترمذی ج ۱ ص ۲۲۹ ۔ [4] معجم طبرانی اوسط بحوالہ فضائل تجارت ص ۲۶ ۔

سارے گناہ معاف ہو گئے ہوں گے۔

کاروبار میں گاہکوں سے نرمی سے پیش آنا سبب مغفرت بن گیا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں میں سے (یعنی گزشتہ امتوں میں) سے ایک شخص کا واقعہ ہے کہ جب اس کے پاس موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے آیا تو اس سے پوچھا گیا کہ " کیا تو نے کوئی نیک کام کیا ہے؟" اس نے کہا مجھے یاد نہیں (کہ میں نے کوئی نیک کام کیا ہو) اس سے پھر کہا گیا کہ اچھی طرح سوچ لے، اس نے کہا مجھے قطعاً یاد نہیں آرہا ہے ہاں (اتنا ضرور جانتا ہوں کہ) میں دنیا میں جب لوگوں سے خرید و فروخت کے معاملات کیا کرتا تھا تو تقاضہ کے وقت (یعنی مطالبات کی وصولی میں) ان پر احسان کیا کرتا تھا اس طرح سے کہ مستطیع لوگوں کو تو مہلت دے دیتا تھا اور جو تنگ دست و نادار ہوتے تھے ان کو معاف کر دیتا تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اسی عمل سے خوش ہو کر اسکو جنّت میں داخل کر دیا۔" [1]

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ

" انصار میں سے ایک صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ مانگنے لگے، آپ نے فرمایا کہ کیا تمہارے گھر میں کچھ بھی نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں ایک موٹی سی کملی ہے جس کا ایک حصہ اوڑھ لیتا ہوں

---

[1] مشکوٰۃ ص ۲۴۳ بحوالہ بخاری و مسلم۔

اور ایک حصہ بچھا لیتا ہوں نیز ایک پیالہ بھی ہے جس میں پانی پیتا ہوں آپ نے فرمایا یہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ، چنانچہ وہ صاحب دونوں چیزیں لے کر حاضر ہوئے، آپ نے وہ دونوں چیزیں اپنے ہاتھ میں لے کر ارشاد فرمایا ان چیزوں کو کون خریدتا ہے؟ ایک صاحب بولے میں یہ دونوں چیزیں ایک درہم میں خریدنے کے لیے تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ چیزیں ایک درہم سے زیادہ میں کون خریدے گا؟ آپ نے یہ دو یا تین بار ارشاد فرمایا، ایک صاحب بولے یہ چیزیں میں دو درہموں میں خریدتا ہوں۔ آپ نے وہ دونوں چیزیں اُن صاحب کو دے دیں اور اُن سے دو درہم لے کر انصاری کو دیے اور اُن سے فرمایا اس میں سے ایک درہم کا کھانے کا سامان خرید کر اپنے گھر والوں کو دے دو اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤ۔

چنانچہ وہ انصاری کلہاڑی خرید کر آپ کے پاس لائے۔ آپ نے اس کلہاڑی میں اپنے دستِ مبارک سے ایک مضبوط لکڑی لگا دی اور ان سے فرمایا اسے لے کر جاؤ لکڑیاں (کاٹ کر) جمع کرو اور انہیں فروخت کرو۔ اب اس کے بعد میں تمہیں پندرہ دن تک یہاں نہ دیکھوں، وہ صاحب چلے گئے اور لکڑیاں جمع کر کے فروخت کرنے لگے (کچھ دن بعد) جب وہ آپ کی خدمت میں آئے تو دس درہم کے مالک بن چکے تھے۔ انہوں نے ان درہموں میں سے کچھ کا کپڑا خریدا اور کچھ کا غلہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صورتحال تمہارے لیے بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ کل قیامت کے دن تم اس حالت میں آؤ کہ تمہارا سوال (مانگنا) تمہارے مُنہ پر بُرے نشان (یعنی زخم) کی صورت میں ہو۔" [1]

---

[1] ابوداود ج ۱ ص ۲۳۲۔

آیت کریمہ اور احادیث مبارکہ سے واضح ہو رہا ہے کہ ایک مُسلمان کے فرائض میں رزقِ حلال کی جستجو بھی داخل ہے اور رزقِ حلال کمانے کی جستجو پر اُسے اللہ کی طرف سے اجر بھی ملتا ہے حتّٰی کہ سچائی اور ایمانداری سے تجارت کرنیوالے کو قیامت کے دن انبیاء صدیقین اور شہداء کی معیت نصیب ہوگی جو ایک بہت بڑی سعادت ہے۔

چند انبیاء کرام کے معاشی ذرائع

قرآن وحدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے جلیل القدر انبیاء کرام نے بھی گزر بسر کے لیے اپنے ہاتھوں سے مختلف کام کیے ہیں چنانچہ

- حضرت آدم علیہ السّلام نے کھیتی کی ہے آٹا پیسا ہے روٹی پکائی ہے۔
- حضرت ادریس علیہ السّلام نے بکھنے کا اور درزی کا کام کیا ہے (حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں۔" ادریس علیہ السّلام سب سے پہلے انسان ہیں جن کو علمِ نجوم اور حساب بطورِ معجزہ عطا کیا گیا (بحرِ محیط) اور سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے قلم سے لکھنا اور کپڑا سینا ایجاد کیا۔ ان سے پہلے لوگ عموماً جانوروں کی کھال بجائے لباس استعمال کرتے تھے اور سب سے پہلے ناپ تول کے طریقے بھی آپ نے ہی ایجاد فرمائے اور اسلحہ کی ایجاد بھی آپ سے شروع ہوئی۔ آپ نے اسلحہ تیار کر کے بنو قابیل سے جہاد کیا۔") [1]
- حضرت نوح علیہ السّلام نے لکڑی تراش کر کشتی بنائی ہے جو کہ بڑھئی (ترکھان) کا کام ہے (ارشاد باری ہے" وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا" : ۱۲: ۳۷، اور بنا کشتی روبرو ہمارے اور ہمارے حکم سے (ترجمہ حضرت شیخ الہند) اس لحاظ سے حضرت نوح علیہ السّلام بحری جہاز کے مُوجد ہوئے۔)

---

[1] معارف القرآن ج ۶ ص ۴۱۔

○ حضرت صالح علیہ السّلام بھی تجارت کرتے تھے۔

○ حضرت ذو القرنین جو بہت بڑے بادشاہ تھے اور بعضوں نے اُن کو پیغمبر بھی کہا ہے وہ زنبیل (ٹوکری) بُنتے تھے۔

○ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے کھیتی کی ہے اور تعمیر کا کام کیا ہے خانہ کعبہ بنایا تھا

○ حضرت لُوط علیہ السلام کھیتی کرتے تھے

○ حضرت اسماعیل علیہ السّلام تیر بنا کر نشانہ لگاتے تھے۔

○ حضرت اسحٰق علیہ السّلام، حضرت یعقوب علیہ السّلام اور اُن کے سب فرزند بکریاں چراتے تھے اور اُن کے بال بچّوں کو فروخت کرتے تھے۔

○ حضرت یوسف علیہ السّلام نے غلّہ کی تجارت کی ہے جب قحط پڑا تھا۔

○ حضرت ایُّوب علیہ السّلام کے یہاں اُونٹ اور بکریوں کے بچے بڑھتے تھے اور کھیتی ہوتی تھی۔

○ حضرت شعیب علیہ السّلام کے یہاں بکریاں چرائی جاتی تھیں۔

○ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے کئی سال بکریاں چرائی ہیں۔

○ حضرت ہارون علیہ السّلام نے تجارت کی ہے۔

○ حضرت اَلْيَسَعْ علیہ السّلام کھیتی کرتے تھے۔

○ حضرت داود علیہ السّلام زرہ بناتے تھے جو لوہار کا کام ہے، ارشاد باری ہے۔ ”وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۙ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ“ الآیۃ: ۳۴: ۱۱-۱۲-

اور نرم کر دیا اس کے آگے لوہا کہ بنا زرہیں کشادہ اور اندازے سے جوڑ کڑیاں۔

ایک مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

”وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ“ ج: (۲۱: ۸۰)

اور اس کو سکھلایا ہم نے بنانا ایک تمہارا لباس کہ بچاؤ ہو تم کو تمہاری لڑائی میں (ترجمہ حضرت شیخ الہند) اس لحاظ سے حضرت داؤد علیہ السّلام زرہ کے موجد ہوئے)

○ حضرت لقمان علیہ السّلام بڑے حکمت والے عالم ہوئے ہیں اور بعضوں نے ان کو پیغمبر بھی کہا ہے انہوں نے بکریاں چرائی ہیں۔

○ حضرت سلیمان علیہ السّلام زنبیل بنتے تھے۔

○ حضرت زکریا علیہ السّلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ارشاد ہے۔ ”کَانَ زَکَرِیَّا نَجَّارًا“ [1] زکریا علیہ السّلام بڑھئی (ترکھان) تھے۔

○ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے ایک دکاندار کے یہاں کپڑے رنگے تھے۔

○ ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ السّلام نے بکریاں چرائی ہیں اور تجارت کی ہے۔“ [2]

---

[1] مسلم ج ۲ ص ۲۶۸ - [2] بہشتی زیور مدلل حصہ دہم ص ۸۰۶ بتغیر۔

ایک عام مغالطہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ "جب آدمی دین کی طرف آتا ہے تو اُسے دُنیا چھوڑنی پڑتی ہے، یعنی پھر وہ صرف نماز روزہ کا رہ جاتا ہے۔ باقی اور کام دُنیا کے وہ نہیں کر سکتا۔"

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں، وہ دین کی بنیادی باتوں سے بھی آگاہ نہیں ہیں۔ اس لیے کہ نہ تو دین صرف نماز روزہ کا نام ہے اور نہ ہی دینِ اسلام کسی کو دُنیا کے کام مثلاً کھانے کمانے، کام کاج کرنے، نیز شادی بیاہ کے معاملات سے روکتا ہے، بلکہ دین میں تو حلال و جائز ذرائع سے روزی کمانے کی ترغیب اور اس پر اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے، چنانچہ قرآن و حدیث اور انبیاء کرام کے واقعات اس پر شاہد ہیں [1]

اُمّتِ مسلمہ کے سب سے مقدس طبقے صحابۂ کرام علیہم الرضوان میں سے مہاجرین تجارت کیا کرتے تھے اور انصار زراعت کیا کرتے تھے، انکے علاوہ تابعین تبع تابعین نیز بڑے بڑے محدّث، مفسّر، علماء فضلاء اور اولیاء کرام مختلف ذرائع سے اپنی ضروریات پُوری کیا کرتے تھے، تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بڑے بڑے حضرات مختلف پیشوں سے منسلک رہے ہیں۔ جن سے وہ

۱ پیچھے اُن کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔

حلال و طیب روزی حاصل کر کے اپنے بال بچّوں کا خرچ چلایا کرتے تھے، ہم چند اکابرِ ملّت اور اعیانِ اسلام کا اُن کے پیشوں کے لحاظ سے تذکرہ کرتے ہیں۔

چند اکابرِ ملّت کے معاشی ذرائع

○ حضرت ایوّب سختیانیؒ تابعی سختیان یعنی کچے چمڑے کی تجارت کرتے تھے۔ (تاریخ جرجان سہمیؒ)

○ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت ابو علی حسن بن ربیع بورانی کوفیؒ متوفی ۲۲۰ھ کا ذریعہ معاش بوریہ بافی یعنی چٹائیاں بُننا تھا [1]

○ حضرت عبید اللہ بن ابراہیم تفتازانیؒ بہت بڑے مُحدّث، مفسّر، واعظ اور عابد و زاہد تھے، بایں ہمہ خود کھیتی باڑی کرتے، فصل کاٹتے اور اپنی محنت کی کمائی سے کھاتے تھے۔[2]

○ حضرت ابراہیم بن الحجاجؒ قلّاء کے لقب سے مشہور تھے، کیونکہ قلّاء کے معنی چنے بھوننے کے ہیں اور یہ چنے بھونتے اور بیچتے تھے[3]۔ ان کے والد حجاج بن منیر مصریؒ بھی یہی کام کرتے تھے، حالانکہ دونوں اپنے زمانہ کے بہت بڑے محدّث تھے۔

○ حضرت سفیان ثوری اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ کے شاگرد معاویہ بن ہشامؒ قصّار، ابو ہرّاصؒ قصّار، ابو حاتم نوح بن ایوّب بن نوح قصّار بخاریؒ جو اپنے زمانہ کے بڑے بڑے علماء تھے، انہیں قصّار کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ دھوبی تھے اور کپڑے دھوتے تھے[4]۔ عربی میں دھوبی کو قصّار کہتے ہیں۔

○ عبد اللہ بن عبد الرحمن بن معاویہ حذّاءؒ، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۱ الانساب للسمعانی ج ۱ ص ۴۰۸ ۔ ۲ طبقات المفسّرین داودی۔
۳ الانساب ج ۲ ص ۲۶۴ ۔ ۴ الانساب ج ۴ ص ۵۰۸۔

کے شاگرد جابر[2] حَذَّاءُ، محمد[3] بن سالم حَذَّاءُ، کثیر[4] بن علبید حمصی حَذَّاءُ، ابو[5] عقیل یحیی المتوکل مدینی حَذَّاءُ، ابو[6] اسحق عاصم بن سلیمان تمیمی حَذَّاءُ بصری رحمہم اللہ یہ اپنے زمانے کے محدّث، فقیہ اور عالم باعمل حضرات تھے انہیں حَذَّاءُ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ موچیوں کا کام کرتے تھے۔[1] عربی میں موچی کو حَذَّاءُ کہتے ہیں۔

○ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ابو[1] سفیان خیاط، حضرت حسن بصری اور حضرت مالک بن دینار رحمہما اللہ کے شاگرد ابو[2] عبداللہ صالح بن راشد خیاط، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد ابو[3] غالب نافع خیاط، حضرت حسن بصری اور محمّد بن سیرین کے شاگرد۔ سالم[4] خیاط، حضرت ابراہیم نخعی کے شاگرد عمران[5] خیاط، ابو[6] الحسن علی بن محمد بن عیسی خیاط مصری، حضرت سفیان بن عیینہ کے شاگرد محمد[7] بن میمون خیاط مکّی، احمد[8] بن موسی بن ابی عمران خیاط رحمہم اللہ اور ان کے علاوہ بہت سے علماء علمی دُنیا کے آفتاب و ماہتاب تھے، انہیں خَیَّاطُ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ حضرات درزی تھے۔[2] عربی میں درزی کو خَیَّاطُ کہتے ہیں۔

○ حضرت سعید بن جبیرؒ کے شاگرد اور حضرت سفیان ثوریؒ کے شیخ ابو[1] عبداللہ حبیب بن ابی عمرہ قصّاب کوفیؒ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مولیٰ حضرت نافعؒ کے شاگرد حسن[2] بن عبیداللہ قصاب، عبدالعزیز[3] بن موسی قصاب مروزی، ابو[4] رافع قصاب، حضرت قتادہ اور حضرت زرارۃ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما کے شاگرد ابو[5] جناب بن ابی عون قصاب بصری، حضرت حسن بصری اور ابراہیم نخعی کے شاگرد ابو[6] حمزہ میمون تمّار قصّاب، حضرت ابن سیرین کے شاگرد ابو[7] عبدالکریم عبدربہ قصاب رحمہم اللہ جو اپنے زمانے کے اُونچے درجے

---

[1] الانساب، ج ۲ ص ۱۹۰ ۔ [2] الانساب، ج ۲ ص ۴۲۵ ۔

کے علماء میں شمار ہوتے تھے۔ انہیں قصّاب اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ حلال جانوروں کو ذبح کر کے ان کا گوشت بیچتے تھے۔[1] گویا یہ علم وفضل کے باوجود قصائی تھے۔ عربی میں قصائی کو قَصَّابُ کہتے ہیں۔

○ شمس الائمہ ابو محمد عبدالعزیز بن احمد بن نصر بن صالح حلوائی، ابوالمعالی عبداللہ بن احمد بن حمد حلوائی مروزی، ابوالمحاسن عبدالرحیم بن عبداللہ حلوائی رحمہم اللہ یہ حضرات اپنے زمانہ کے بہت بڑے مُحدّث اور فقیہ تھے، انہیں حلوائی اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ مٹھائی بنا کر فروخت کرتے تھے۔[2] عربی میں مٹھائی بنانے والے کو حلوائی کہتے ہیں۔

بطور نمونہ چند علماء کا تذکرہ ہم نے کیا ہے تاریخ میں ان کے علاوہ ہزاروں علماء وفضلاء کے نام ملتے ہیں جو اپنی خانگی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کسی نہ کسی صنعت وحرفت (پیشے) سے منسلک تھے۔[3]

اِن حالات کے ہوتے ہوئے یہ سمجھنا کہ دین کی طرف آنے سے آدمی کسی اور کام کا نہیں رہتا۔ قطعاً غلط ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہلِ علم سے کہا کرتے تھے۔

"یَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ اِسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللهِ وَلَا تَكُونُوا عِيَالًا عَلَى النَّاسِ"۔[4]

اے علماء کی جماعت نیک کاموں میں آگے آگے رہو اور اللہ کے فضل (رزق) کو حاصل کرو اور لوگوں پر بار نہ بنو۔

---

[1] الانساب، ج ۴ ص ۵۰۶ ۔

[2] الانساب، ج ۲ ص ۲۴۸ ۔

[3] تفصیل کے لیے علامہ سمعانیؒ کی کتاب الانساب کی طرف رجوع کیا جائے۔ [4] جامع بیان العلم وفضلہ

اگر پہلے سے کوئی جائز ذریعہ معاش قائم ہو تو اسے بلاوجہ چھوڑنا نہیں چاہیئے

ایک حدیث مبارک سے مفہوم ہوتا ہے کہ آدمی کا پہلے سے اگر کوئی جائز ذریعہ معاش ہو جس سے اسے کمائی حاصل ہو رہی ہو تو بلا کسی معقول وجہ کے اسے چھوڑنا نہیں چاہیئے۔

چنانچہ

"حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں اپنی (تجارت کا) مال واسباب تیار کر کے (اپنے ملازموں اور وکیلوں کی سپردگی میں) شام اور مصر بھیجا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے اپنا تجارتی سامان عراق بھیجنے کا ارادہ کیا تو میں (مشورہ کے لیے) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ام المؤمنین میں پہلے تو اپنا تجارتی سامان شام بھیجا کرتا تھا، مگر اب میرا ارادہ ہے کہ اپنا تجارتی سامان لے کر عراق جاؤں (یہ سن کر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو، تمہیں اور تمہاری (پہلی) تجارتی جگہ کو کیا ہوا؟ (کہ تم شام کے سلسلۂ تجارت کو منقطع کرتے ہو) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

"اِذَا سَبَّبَ اللّٰہُ لِاَحَدِکُمْ رِزْقًا مِّنْ وَّجْہٍ فَلَا یَدَعْہُ حَتّٰی یَتَغَیَّرَ لَہٗ اَوْ یَتَنَکَّرَ لَہٗ"

جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کے رزق کا کوئی سبب کسی صورت میں پیدا فرما دیں تو اس کو چھوڑنا نہیں چاہیئے الآیہ کہ اس میں کوئی تبدیلی پیدا ہو جائے یا نقصان ہونے لگے"۔ [1]

مذکورہ دونوں احادیث مبارکہ سے بھی یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ دین کسی کو کام کاج سے نہیں روکتا بلکہ دین میں تو کام کاج کرنے اور کسی پر بوجھ نہ بننے کی ترغیب دی گئی ہے

[1] مشکوٰۃ ص ۲۴۳

اسلام اور اکل حرام

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں متعدد مقامات پر حرام سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ (۲ : ۱۸۸)

اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق اور نہ پہنچاؤ ان کو حاکموں تک کہ کھا جاؤ کوئی حصہ لوگوں کے مال میں سے ظلم کر کے (ناحق) اور تم کو معلوم ہے۔ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ الآية (۴ : ۲۹)

اے ایمان والو نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق، مگر یہ کہ تجارت ہو آپس کی خوشی سے، (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

ان آیات کریمہ میں حرام طریقوں سے مال حاصل کرنے اور ان کے استعمال

کرنے کی ممانعت ذکر کی گئی ہے۔

اکلِ حرام کی نحوستیں

جس طرح حلال کھانے کی بڑی برکتیں ہیں اسی طرح حرام کھانے کی بہت سی نحوستیں ہیں حرام کھانے سے۔

① اعمال صالحہ کی توفیق نہیں ملتی۔
② اگر کرے بھی تو حلاوت نصیب نہیں ہوتی۔
③ اعمال قبول نہیں ہوتے۔
④ دُعا قبول نہیں ہوتی۔
⑤ مال میں برکت نہیں رہتی۔
⑥ حرام سے بجائے اچھے اعمال کے بُرے اعمال کا داعیہ پیدا ہوتا ہے۔
⑦ حرام کھانے کا اولاد پر بُرا اثر پڑتا ہے۔
⑧ حرام جس رستے سے آتا ہے اسی رستے نکل جاتا ہے۔
⑨ حرام کھانے والا جنت میں نہ جائے گا۔
⑩ حرام سے پلنے والے گوشت کے لیے جہنم ہی لائق و سزاوار ہے۔
⑪ حرام کھانے والے سے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ناراض ہیں۔

مذکورہ بالا چیزوں کو ہم کتاب و سُنّت اور بزرگانِ دین کے واقعات کی روشنی میں ذرا تفصیلاً ذکر کرتے ہیں۔

① حرام کھانے سے اعمالِ صالحہ کی توفیق نہیں ملتی

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

"حرام سے بچنے اور حلال کے حاصل کرنے کے لیے قرآن کریم نے مختلف

مقامات میں مختلف عنوانات سے تاکیدیں فرمائی ہیں۔ ایک آیت میں اس کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ انسان کے اعمال و اخلاق میں بہت بڑا دخل حلال کھانے کو ہے۔ اگر اس کا کھانا پینا حلال نہیں تو اس سے اخلاقِ حمیدہ اور اعمالِ صالحہ کا صدور مشکل ہے، ارشاد ہے:

يٰاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ	یعنی اے گروہ انبیاء حلال اور
الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا	پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل
اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ	کرو، میں تمہارے اعمال کی
عَلِيْمٌ۔	حقیقت سے واقف ہوں۔

اس آیت میں حلال کھانے کے ساتھ عملِ صالح کا حکم فرما کر اشارہ کر دیا ہے کہ اعمالِ صالحہ کا صدور جب ہی ہو سکتا ہے جب کہ انسان کا کھانا پینا حلال ہو۔"[1]

② اگر اعمال کرے بھی تو حلاوت نصیب نہیں ہوتی

علامہ شہاب الدین احمد بن احمد بن سلامۃ قلیوبی شافعی رحمہ اللہ (متوفیٰ ١٠٦٩ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ (متوفیٰ ٢٦١ھ) کے بارے میں یہ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ اُنہوں نے کئی سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی لیکن عبادت کا مزہ اور لذت نہ پائی تو والدہ کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ اماں جان مجھے عبادت و طاعت میں حلاوت محسوس نہیں ہوتی، آپ ذرا غور کیجئے کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ جب میں پیٹ میں تھا یا دودھ پیتا تھا۔ اس زمانہ میں آپ نے کوئی حرام

[1] معارف القرآن ج ١ ص ٤٦١

چیز کھالی ہو؟ انہوں نے بہت دیر سوچنے کے بعد فرمایا کہ بیٹا جب تم میرے پیٹ میں تھے تو ایک دفعہ ایسا ہوا تھا کہ میں چھت پر چڑھی تو وہاں ایک مرتبان نظر پڑا جس میں پنیر تھا۔ میرا پنیر کھانے کو جی چاہا تو میں نے اس میں سے انتہائی معمولی سا پنیر اُس کے مالک کی اجازت کے بغیر کھالیا تھا، حضرت بایزیدؒ نے کہا کہ بس یہی وجہ ہے مجھے عبادت میں حلاوت محسوس نہ ہونے کی، برائے کرم آپ مرتبان کے مالک کے پاس جائیے اور اُسے یہ سارا قصّہ سُنائیے، چنانچہ وہ اس کے پاس گئیں اور اُسے سارا قصّہ سُنایا، اُس نے کہا کہ وہ میں نے تمہارے لیے حلال کیا (یعنی معاف کردیا) آپ نے واپس آکر اپنے صاحبزادے (حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ) کو اس کی اطلاع دی، اس کے بعد آپ کو طاعت وعبادت میں حلاوت محسوس ہونے لگی۔" [1]

③ حرام کھانے سے اعمال قبول نہیں ہوتے

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"جس نے دس درہم کا کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کی کوئی بھی نماز قبول نہ فرمائیں گے جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا۔" [2]

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے سامنے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی گئی یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ط تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے کہ میں مُستجابُ الدَّعوات بن جاؤں (یعنی

[1] قلیوبی عربی ص ۳۷ - [2] مشکوٰۃ ص ۲۴۳

جو دُعا مانگا کروں قبول ہو جایا کرے) آپ نے فرمایا اے سعد! اپنا کھانا حلال اور پاکیزہ بنالو مُستجابُ الدَّعوات بن جاؤ گے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، بندہ جب اپنے پیٹ میں حرام لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس روز تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا اور جس کا گوشت حرام مال سے بنا ہو اس گوشت کے لیے تو جہنّم کی آگ ہی لائق ہے۔" [1]

④ حرام کھانے سے دُعا قبول نہیں ہوتی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ پاک ہے اور وہ پاک ہی کو قبول فرماتا ہے (پھر فرمایا کہ) بلاشبہ (حلال کھانے کے بارے میں) اللہ جل شانہ نے پیغمبروں کو جو حکم فرمایا ہے وہی مؤمنین کو حکم فرمایا ہے چنانچہ پیغمبروں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو اور مؤمنین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اے ایمان والو جو پاک چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں۔ ان میں سے کھاؤ۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو لمبا سفر کر رہا ہو، اس کے بال بکھرے ہوئے ہوں جسم پر گرد وغبار اَٹا ہوا ہو اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے یارَبّ یارَبّ کہہ کر دُعا کرتا ہو، یہ شخص دُعا تو کر رہا ہے اور حال یہ ہے کہ: مَطْعَمُہٗ حَرَامٌ وَّمَشْرَبُہٗ حَرَامٌ وَّمَلْبَسُہٗ حَرَامٌ وَّغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام، اس کا پہننا حرام ہے اور اس کو حرام غذا دی گئی ہے، پس ان حالات کی وجہ سے اس کی دُعا کیوں کر قبول ہوگی"۔ [2]

[1] تفسیر القرآن العظیم: لابن الکثیر عربی جلد ۱ ص ۲۰۳ - [2] صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۲۶

کوفہ میں مستجاب الدعوات لوگوں کی ایک جماعت

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں :

" مؤرخین نے لکھا ہے کہ کوفہ میں مستجاب الدعا لوگوں کی ایک جماعت تھی ۔ جب کوئی حاکم اُن پر مسلّط ہوتا اس کے لیے بد دُعا کرتے وہ ہلاک ہو جاتا ۔ حجاج ظالم کا جب وہاں تسلّط ہوا تو اُس نے ایک دعوت کی جس میں ان حضرات کو خاص طور سے شریک کیا اور جب کھانے سے فارغ ہو چکے تو اُس نے کہا کہ مَیں ان لوگوں کی بد دُعا سے محفوظ ہو گیا کہ حرام کی روزی اُن کے پیٹ میں داخل ہو گئی ۔ " [1]

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کا واقعہ

علامہ شہاب الدین احمد قلیوبی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۹ھ) فرماتے ہیں ۔

" حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۳ھ) کے متعلق حکایت بیان کی گئی ہے کہ ایک دفعہ جب کہ وہ مکہ مکرمہ میں تھے ۔ انہوں نے ایک شخص سے کھجوریں خریدیں ۔ اتفاق سے دو کھجوریں ان کے پاؤں کے درمیان زمین پر گر پڑیں ۔ انہوں نے یہ سوچ کر کہ میری خریدی ہوئی کھجوروں میں سے گری ہونگی وہ کھجوریں زمین سے اُٹھا کر کھالیں ۔ پھر بیت المقدس تشریف لے گئے ' وہاں آپ " قبۃ الصخرۃ " میں داخل ہوئے (دوسرے لوگ چلے گئے) اور آپ تنہا وہاں رہ گئے ، وہاں دستور یہ تھا کہ قبہ میں جو کوئی ہوتا اسے وہاں سے عصر سے پہلے نکال کر خالی کر دیا جاتا تھا تاکہ وہ عصر کے بعد سے لے کر رات بھر فرشتوں

[1] فضائل رمضان ص ۲۸ ۔

کے لیے مخصوص رہے ، چنانچہ منتظمین نے لوگوں کو قبہ سے نکال دیا ۔ حضرت ابراہیم بن ادہم چھپ گئے اور لوگ انہیں نہ دیکھ سکے ، اس طریقے سے آپ رات اس قبہ کے اندر ہی رہے ۔ رات کو فرشتے آئے تو بولے کہ یہاں کوئی بنی آدم (انسان) معلوم ہوتا ہے ۔ اُن میں سے ایک نے کہا کہ خراسان کے عابد ابراہیم بن ادہم معلوم ہوتے ہیں ، دوسرے نے کہا کہ ہاں وہی ہیں ، تیسرا بولا یہ وہی شخص ہیں کہ ہر روز ان کے اعمال قبول ہو کر اُوپر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں ۔ چوتھا بولا بات تو یہی ہے ، مگر ایک سال سے ان کی عبادت (اُوپر جانے) سے موقوف ہو گئی ہے اور اتنی مدّت ان کی دُعا بھی قبول نہیں ہوئی اور سبب اس کا وہ دو کھجوریں بنی ہیں (جو انہوں نے مکہ مکرمہ میں اپنی سمجھ کر زمین سے اُٹھا کر کھالی تھیں) پھر یہ فرشتے اپنی عبادت میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ صبح صادق ہو گئی دربان آیا اُس نے قبہ کا دروازہ کھولا ، جناب ابراہیمؒ نکلے اور سیدھے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے ۔ وہاں پہنچ کر اسی دُکان کے دروازے پر آئے دیکھا کہ ایک نوجوان کھجوریں بیچ رہا ہے ، آپ نے اس سے فرمایا کہ پچھلے سال یہاں ایک بڑے میاں کھجوریں بیچتے تھے وہ کہاں گئے ؟ اس نے کہا کہ وہ تو فوت ہو گئے آپ نے اُسے سارا قصّہ سُنایا ، اس نے کہا کہ ان دونوں کھجوروں میں سے میرا حصّہ تو آپ کے لیے حلال ہے (یعنی مَیں نے معاف کیا) البتہ میری ایک بہن اور والدہ ہیں ۔ آپ نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں ۔ اُس نے کہا کہ وہ گھر میں ہیں ۔ آپ اُن کے گھر تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا ۔ ایک بڑی بی لاٹھی سے سہارا لیتی ہوئی باہر نکلیں ۔ آپ نے انہیں سلام کیا ۔ بڑی بی نے سلام کا جواب دے کر پوچھا کہ کیسے آنا ہوا ؟ آپ نے انہیں بھی سارا قصّہ سُنایا ۔ بڑی بی نے کہا کہ میرا حصّہ بھی آپ کے لیے حلال ہے ۔ پھر آپ نے اس کی بیٹی سے بھی

اس کھجور والے سے حلال کروایا، اور پھر بیت المقدس تشریف لے گئے، اور اسی طرح قبۂ صخرہ میں داخل ہو کر رات گزاری۔ فرشتے آئے اور آپس میں کہنے لگے یہ ابراہیم بن ادہم ہیں جن کے ایک سال سے اعمال اوپر جانے موقوف ہو گئے تھے اور ان کی دعا قبول نہیں ہوتی تھی، اب جب کہ یہ وہ کھجوریں معاف کرا آئے ہیں تو ان کے اعمال بھی قبول ہونے لگے اور دُعا بھی، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اُن کے درجہ کی طرف لوٹا دیا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ یہ سُن کر خوشی کے مارے رو پڑے اور آپ کا یہ حال ہو گیا کہ آپ پے در پے روزے رکھنے لگے صرف ساتویں دن رزق حلال سے روزہ کھولتے تھے۔" [1]

⑤ حرام سے مال میں برکت نہیں رہتی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو کوئی بندہ حرام مال کمائے گا، پھر اس میں سے صدقہ کرے گا تو وہ قبول نہ ہوگا اور اس میں سے خرچ کرے گا تو اس کے لیے اس میں برکت نہ ہوگی اور مال حرام کو اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا تو یہ مال اس کے دوزخ میں جانے کا ذریعہ ہوگا، بے شک اللہ تعالیٰ برائی کو برائی کے ذریعے نہیں مٹاتے، لیکن برائی کو نیکی کے ذریعہ مٹاتے ہیں۔ بلاشبہ خبیث، خبیث کو نہیں مٹاتا۔" [2]

آج کل برکت نہ ہونے کا ہر شخص مشاہدہ کر رہا ہے، اموال واسباب سب کچھ موجود ہیں لیکن پوری نہیں پڑتی۔

---

[1] تلبیس ابلیس عربی ص ۳۹ - یہ واقعہ حضرت ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ نے بھی اپنے رسالہ قشیریہ میں ذکر کیا ہے۔

[2] مشکوٰۃ شریف ص ۲۴۲

⑥ حرام سے کمائی اعمال کے بُرے اعمال کا داعیہ پیدا ہوتا ہے

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء) فرماتے تھے کہ ایک بار رئیس کے ہاں سے لڈو آئے ایک میں نے کھا لیا، وہ کھاتے ہی قلب میں سخت ظلمت پیدا ہوئی اور ہر وقت یہ وسوسہ پیدا ہوتا تھا کہ کوئی خوبصورت عورت ملے اس سے زنا کروں، اسی حالت میں ایک مہینہ گزر گیا میں روتا اور توبہ کرتا تھا الٰہی یہ کیا ہو گیا۔" [1]

انتہائی عبرت کا مقام ہے کہ حرام کے ایک لڈو سے یہ حالت پیدا ہوئی۔ ہمارا کیا حال ہو گا کہ ہم مبتلا ہی مشکوک و مشتبہ رزق میں ہیں۔ یہ تو چونکہ اللہ والے تھے انہیں اس چیز کا ادراک ہو گیا۔ ہمارے قلوب میں چونکہ ظلمت بھری ہوئی ہے اس لیے ہمیں اس چیز کا ادراک نہیں ہوتا۔

⑦ حرام کھانے کا اولاد پر بُرا اثر پڑتا ہے

حضرت شیخ ابراہیم شبر خلیجی مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ایک شخص ایک ولی اللہ کی زیارت کے ارادہ سے چلا جب وہ ان کی قیام گاہ پر پہنچا تو اندر سے ایک نوجوان متکبرانہ ہیئت میں باہر نکلا۔ اس نووارد نے اس نوجوان کو سلام کیا مگر اس نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ اس شخص کو تعجب ہوا لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا کہ یہ نوجوان کون ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت شیخ کا صاحبزادہ ہے۔ جب وہ شیخ باہر تشریف لائے تو اس

---

[1] قصص الاکابر ص ۱۱۰

شخص کہ الٰہ کی تواضع اور حسنِ اخلاق دیکھ کر بجد تعجب ہوا۔ دل میں کہنے لگا کہ ایسی بزرگ شخصیت کا ایسا بیٹا ؟ اس سے رہا نہ گیا اور شیخ سے بیٹے کی بداخلاقی کے متعلق استفسار کیا، شیخ نے فرمایا حیران مت ہو (قصہ یہ ہے کہ) میں کئی دنوں سے بھوکا تھا میرے پڑوسی کو اس کی اطلاع ہوگئی جو بادشاہ کے مقربین میں سے تھا وہ بادشاہ کے گھر سے میرے لیے کھانا لے آیا۔ میں نے وہ کھانا کھایا تو اس سے صحبت کرنے کی شدید خواہش ہونے لگی۔ (میں نے بیوی سے صحبت کی) یہ لڑکا اسی خوراک کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے۔" [1]

⑧ حرام مال جس رستے آتا ہے اُسی رستے نکل جاتا ہے

حضرت علی بن سلطان محمد القاری الحنفی متوفی ۱۰۱۴ھ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"ہمارے شیخ عارف باللہ ولیِ کامل حضرت شیخ علی متقی (متوفی ۸۷۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ ایک واقعہ ذکر فرماتے تھے کہ ایک نیک وصالح آدمی کاروبار کیا کرتا تھا اور اپنی آمدن کا ایک تہائی حصّہ صدقہ کر دیتا تھا۔ ایک تہائی حصّہ اپنی ضروریات میں صرف کرتا تھا اور ایک تہائی حصہ کاروبار کی ترقی میں لگاتا تھا، ایک دفعہ اس نیک انسان کے پاس ایک دنیادار شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں کچھ صدقہ کرنا چاہتا ہوں کوئی مستحق بتلا دیں۔ اُس اللہ والے نے کہا کہ پہلے حلال طریقے سے مال حاصل کرو پھر خرچ کرو۔ اس طرح وہ مال خود بخود صحیح مصرف میں پہنچ جائیگا۔ اس دنیادار نے بہت اصرار کیا کہ ضرور کوئی مستحق بتلائیں۔ اس اللہ والے نے کہا کہ جاؤ راستے میں جب تیری کسی سے ملاقات ہو اور تیرا دل اسے خیرات دینے

[1] الفتوحات الالٰھیہ ص ۱۲۰

کو چاہے تو اسے دے دیو، چنانچہ وہ دُنیادار شخص چلا، اس نے ایک نابینا بوڑھے فقیر کو دیکھا اور وہ صدقہ اسے دے دیا، دوسرے دن اس دُنیادار کا اس بوڑھے پر گزر ہوا تو اس نے سُنا کہ بوڑھا اپنے ہمنشین شخص سے کہہ رہا ہے کہ کل مجھے ایک شخص نے اتنی رقم دی تھی جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی اور اس رقم سے میں نے گزشتہ رات فلاں رنڈی کے ساتھ شراب نوشی میں گزاری، یہ دنیادار شخص پھر اس نیک وصالح انسان کی خدمت میں پہنچا اور سارا واقعہ آپ کے گوش گزار کیا، اس نیکوکار انسان نے اپنی کمائی کے روپوں میں سے ایک روپیہ اس دنیادار کے حوالہ کیا اور اس سے کہا کہ جب تو گھر سے نکلے تو جس شخص پر تیری پہلی نگاہ پڑے اس شخص کو یہ روپیہ دے دیو، چنانچہ وہ دُنیادار شخص آپ کے گھر سے نکلا تو اُس نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کی ہیئت اچھی ہے اور مال داری کے آثار اس سے ظاہر ہو رہے ہیں اس دنیادار کو وُہ روپیہ اس شخص کو دینے میں ہچکچاہٹ محسوس ہوئی لیکن چونکہ اس نیکوکار کا حکم تھا اس لیے اس شخص کو وہ روپیہ دے دیا، جب یہ شخص وہ صدقہ لے کر جانے لگا تو یہ دنیادار بھی اس کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ اس دنیادار نے دیکھا کہ وہ شخص ایک ویران جگہ میں داخل ہوا اور دوسرے دروازے سے نکل کر شہر آگیا۔ اس دنیادار نے بھی ایسے ہی کیا اور ویران جگہ داخل ہوا وہاں اس نے ایک مرا ہوا کبوتر دیکھا یہ دیکھ کر پھر اس شخص کے پیچھے ہولیا اور اُسے قسم دے کر پوچھا کہ سچ سچ بتلا یہ کیا قصّہ ہے ؟ اس شخص نے کہا کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے شدّتِ بھوک سے بے تاب و مضطرب تھے، میں ان کی بے تابی کی وجہ سے خوراک کی تلاش میں نکلا تو مجھے اس مُردار کبوتر کے علاوہ کچھ نہ ملا وہ لے کر میں چلا تو مجھے اللہ کی طرف سے کچھ رقم مل گئی تو یہ مردار کبوتر میں نے جہاں سے اُٹھایا تھا وہیں پھینک دیا۔ اس واقعہ کے سننے

کے بعد اس دنیا دار پر اس نیک و صالح شخص کے کلام کی حقیقت ظاہر ہوئی۔ [1]

⑨ حرام کھانے والا جنت میں نہ جائے گا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِيَ بِالْحَرَامِ" [2]

جنت میں وہ جسم داخل نہیں ہوگا جس کو حرام سے غذا دی گئی ہو۔

⑩ حرام سے پلنے والے گوشت کیلئے جہنم ہی لائق و سزاوار ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ أَوْلَىٰ بِهِ" [3]

جنت میں وہ گوشت داخل نہیں ہوگا جو حرام سے پلا بڑھا ہو اور ہر وہ گوشت جو حرام سے پلا بڑھا ہو دوزخ کی آگ اس کے زیادہ مستحق ہے۔

⑪ حرام کھانے والے سے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ناراض ہیں

حرام مال کھانے سے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی ظاہر ہے اور یہ ناراضگی ہی کے اثرات ہیں کہ ایسے شخص کو اول تو اچھے اعمال کی توفیق ہی نہیں ملتی، کرے تو حلاوت نصیب نہیں ہوتی، اعمال قبول نہیں ہوتے

[1] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ المصابیح ج ۴ ص ۱۹۹۔
[2] مشکوٰۃ ص ۲۴۳۔ [3] مشکوٰۃ ص ۲۴۲۔

(یعنی اعمال کے کرنے پر ثواب نہیں ملتا گو فرض ساقط ہو جائے)، دعا قبول نہیں ہوتی، مال میں برکت نہیں رہتی، اچھے کام کرنے کے بجائے، برے کام میں جی لگتا ہے، مرنے کے بعد جنت میں جانے کے بجائے جہنم میں جاتا ہے (گو کہ سزا بھگتنے کے بعد جہنم سے چھٹکارا مل جائے) آج کل ایسا دور جا رہا ہے کہ کسی کو اس چیز کی فکر نہیں کہ حلال کھا رہا ہے یا حرام شاید ایسے ہی دور کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا:

"يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ" [1]

لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جس میں آدمی کو اس چیز کی بالکل پرواہ نہیں ہوگی کہ اس نے کس ذریعہ سے مال حاصل کیا ہے حرام ذریعہ سے یا حلال ذریعہ سے۔

صرف اسی پر بس نہیں اب تو انتہائی خطرناک صورت حال یہ پیدا ہو گئی ہے کہ لوگ حرام صریح کو حلال سمجھ کر کھانے لگے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشین گوئی کو پورا کر رہے ہیں جس میں آپ نے فرمایا تھا۔

"سب سے پہلے اسلام کو بگاڑنے کی کوشش کی جائے گی کہ شراب پئیں گے! صحابہ کرام نے عرض کیا کہ مسلمان شراب پئیں گے؟ حالانکہ خدا نے اسے سختی سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کا نام بدل کر حلال کر لیں گے۔" [2]

اس کے برعکس ہمارے اسلاف کا حال یہ تھا کہ اگر کوئی مشکوک و مشتبہ چیز پیٹ میں چلی جاتی تو قے کر کے اسے نکالتے تھے اور بہت سی حلال

[1] بخاری ج ۱ ص ۲۷۶ [2] مسند دارمی ج ص

چیزوں کو محض شبہ کی وجہ سے استعمال نہ کرتے تھے۔

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۵ھ) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:

"كُنَّا نَدَعُ تِسْعَةَ اَعْشَارِ الْحَلَالِ مَخَافَةَ اَنْ نَّقَعَ فِي الْحَرَامِ" [1]

ہم حلال اشیاء کے دس حِصّوں میں سے نو حِصّے محض اس لیے چھوڑ دیتے ہیں (استعمال نہیں کرتے) کہ کہیں حرام میں نہ جا پڑیں۔

اسمِ اعظم

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۵ھ) فرماتے ہیں کہ:

"حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ کو اسمِ اعظم معلوم ہے بیان فرمائیے کونسا نام اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ

"معدہ کا لقمۂ حرام سے خالی رکھنا اور دل کو محبّتِ دنیا سے خالی کرنا ہی اسمِ اعظم ہے۔ اس کے بعد جس نام سے اللہ تعالیٰ کو پکارو گے وہی اسمِ اعظم ہوگا۔" [2]

---

[1] احیاء علوم الدین ج ۲ ص ۹۵۔ [2] فوائد الفواد ص ۱۹۲ طبع مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی۔

حرام کھانے کی مختلف صورتیں

قارئین محترم پیچھے آپ نے حرام کھانے کی قباحت و شناعت اور ان سے متعلق واقعات ملاحظہ فرمالیے۔ اب حرام کھانے کی مختلف صورتیں جو آج کل رائج ہیں اُن کا تذکرہ اور ان سے متعلق واقعات ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ وہ موعظت و عبرت کا ذریعہ بن سکیں۔

سُود خوری

حرام اشیاء میں سب سے قبیح اور سب سے بدتر چیز سود خوری ہے، قرآن و حدیث میں اس کی بہت ہی زیادہ قباحت اور بُرائی ذکر کی گئی ہے۔

سُود خور کی پانچ سزائیں

علامہ جلال الدین بن شمس الدین الخوارزمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"قَدْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِآكِلِ الرِّبٰوا خَمْسًا مِّنَ الْعُقُوْبَاتِ اَحَدُهَا التَّخَبُّطُ وَالثَّانِي الْمَحْقُ وَالثَّالِثُ الْحَرْبُ وَالرَّابِعُ الْكُفْرُ وَالْخَامِسُ الْخُلُوْدُ فِي النَّارِ وَذٰلِكَ اٰيَةُ نِهَايَةِ حُرْمَتِهٖ لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ، يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

فَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ
وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ"[1]

اللہ تعالیٰ نے سود خور کے لیے پانچ سزاؤں کا تذکرہ فرمایا ہے پہلی سزا یہ ہے کہ قیامت کے دن مخبوط الحواس ہو کر اُٹھے گا، دوسری سزا یہ ہے کہ سود خور کا مال (حقیقتاً) گھٹتا ہے (بڑھتا نہیں) تیسری سزا یہ ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کا اُسے اعلانِ جنگ ہے۔ چوتھی سزا یہ ہے کہ سود خوری اُسے کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ پانچویں سزا یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے، دوزخ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ (اگر اس کا لین دین حلال سمجھ کر کرتا ہے) یہ سزائیں سود کے انتہائی طور پر حرام ہونے کی دلیل ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) جو لوگ سود کھاتے ہیں نہیں کھڑے ہوں گے مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے ایسا شخص جس کو شیطان خبطی بنا دے، (نیز فرمایا) اللہ سود کو مٹاتے ہیں، (نیز ارشاد ہے) جنگ کا اعلان سُن لو اللہ کی طرف سے اور اُس کے رسُول کی طرف سے، (مزید فرمایا) اور سود میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اُسے چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو، (اور فرمایا) جو شخص پھر عود کرے تو یہ لوگ دوزخ میں جائیں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں، سود کا ایک درہم کھانا چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ شدید ہے۔ بلکہ اس سے معلوم ہو کہ یہ درہم سود کا ہے۔[2]

[1] الکفایہ شرح الہدایہ مع فتح القدیر ج ۶ ص ۲۷۔ [2] مشکوٰۃ ص ۲۴۵

نیز فرمایا: "سود کے ۷۲ دروازے ہیں، ان میں سے ادنیٰ ایسا ہے جیسے کوئی انسان اپنی ماں سے زنا کرے"۔[1]

سود خور کا انجام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا:

"معراج کی رات جب ساتویں آسمان پر پہنچ کر میں نے اُوپر نظر اُٹھائی تو میں نے چمک، کڑک، اور گرج دیکھی، پھر فرمایا کہ میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ مکانوں کی طرح (بڑے بڑے) تھے، ان میں سانپ اور بچھو بھرے ہوئے تھے جو باہر سے نظر آ رہے تھے۔ میں نے جبرئیل سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرئیل نے جواب دیا کہ یہ سود خور ہیں"۔[2]

"عبداللہ بن مدینی کہتے ہیں کہ میرے بچپن کا زمانہ تھا۔ اور میں اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر قرآن خوانی کے لیے حاضر ہوا کرتا تھا، ایک دن فجر کے بعد اندھیرے ہی میں قبرستان پہنچ گیا، جہاں تک مجھے یاد آتا ہے کہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ تھا اور وہ شبِ قدر تھی۔ میں اپنے والد مرحوم کی قبر کے قریب بیٹھ کر قرآن کی تلاوت میں مشغول ہو گیا، وہاں اس وقت میرے علاوہ اور کوئی دوسرا شخص نہ تھا، میں نے اچانک سُنا کہ کوئی نہایت دلدوز اور ہیبت ناک آواز میں کراہ رہا ہے۔ یہ آواز جس نے مجھے گھبرا دیا تھا میرے قریب ہی ایک پختہ اور سفید قبر سے آ رہی تھی۔ میں نے قرآن خوانی تو بند کر دی اور اس آواز کی طرف کان لگا دیے، میں نے محسوس کر لیا کہ یہ آواز اسی قبر میں ہونے والے عذاب کی ہے اور مُردہ اس وقت عذاب میں مبتلا ہے

[1] معجم طبرانی اوسط بحوالہ مسئلہ سود ص ۷۷، [2] مشکوٰۃ ص ۲۴۶ بحوالہ مسند احمد

اور وہی اس دردناک انداز سے آہ وزاری کر رہا ہے۔ یہ آواز ایسی تھی کہ جس سے آدمی کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور انسان گھبرا جائے تھوڑی دیر تک میں اس آواز کو سنتا رہا، لیکن جب پو پھٹنے لگی تو اُس آواز کا آنا بھی بند ہو گیا۔ اس کے بعد ایک شخص ادھر سے گزرا تو میں نے پوچھا کہ یہ قبر کس کی ہے؟ اُس نے بتایا کہ فلاں کی، میں بھی اس کو جانتا تھا اور میں دیکھا بھی تھا۔ اس کے اکثر اوقات مسجد میں گزرتے۔ تمام نمازیں اپنے وقت پر ادا کرتا اور وہ انتہائی خاموش اور سنجیدہ انسان تھا۔ چونکہ میں اس کی نیکیوں اور خوبیوں سے واقف تھا، اس لیے یہ صورت حال میرے اوپر بہت شاق گزری، میں نے واپس آکر اُس کے دوستوں اور واقف کاروں سے اُس کے احوال دریافت کیے تو لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص سودی کاروبار کیا کرتا تھا"۔ [1]

رشوت خوری

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ رشوت خوری یہودیوں کا کام ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ : ۵ : ۴۲

جاسوسی کرنے والے جھوٹ بولنے کے لیے اور بڑے حرام کھانے والے ہیں۔ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

آیت مبارکہ میں لفظ سُحْت کی تفسیر اکثر مفسرین نے رشوت سے کی ہے، یعنی یہودی بڑے رشوت خور ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] موت کے عبرت انگیز واقعات ص ۷۳۔

نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔[1]

ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

"اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ فِی النَّارِ"۔ [2]

رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں دوزخی ہیں۔

رشوت خور کا انجام

رشوت خور کا اخروی انجام تو آپ پڑھ چکے کہ اس پر خدا و رسول کی لعنت ہوگی اور وہ جہنم کا ایندھن بنے گا، اب ذرا دنیوی انجام بھی سُن لیجئے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"لوگ رشوت لے لے کر مال جمع کرتے ہیں، پھر دیکھیے اس کا کیا حشر ہوتا ہے، میرے ایک عزیز پولیس میں ملازم تھے، انہوں نے خوب رشوتیں لے لے کر روپیہ جمع کیا تھا۔ اتفاق سے سرکار کی طرف سے کسی معاملہ میں مقدمہ قائم ہو گیا، جتنا کمایا تھا، سب اس میں لگ گیا حتّٰی کہ گھر کا زیور بھی نہ رہا بالکل خالی رہ گئے، جب خدا خدا کر کے اس مقدمہ سے جان بچی، اس کے بعد پھر اسی طرح روپیہ جمع کیا اور اس روپیہ کے نوٹ خریدے اور ایک پرانے تکیہ میں سی دیئے اس خیال سے کہ اسے چور کیا لیں گے، ایک روز اتفاق سے وہ تحقیقات میں گئے تھے، اُن کے مکان میں آگ لگ گئی، گھر والوں نے قیمتی اسباب اٹھا اٹھا کر گھر سے باہر پھینکا، اس تکیہ کا کسی نے خیال بھی نہ کیا، وہ جب تحقیقات کر کے آئے تو معلوم ہوا کہ گھر میں آگ لگ گئی تھی، پوچھا کہ میرا تکیہ کہاں ہے۔ گھر والوں نے کہا کہ جو قیمتی چیزیں تھیں وہ مشکل سے بچائی ہیں وہ پرانا تکیہ بھی کوئی حفاظت کے قابل تھا۔ کہنے لگے میرے تو اس میں نوٹ تھے، اور نوٹوں کے نمبر محفوظ تھے نہیں اس لیے سب کمائی جاتی رہی اور اس میں سے کچھ جائداد خرید لی تھی اس میں اسی طرح کسر

[1] ترمذی ج ۱ ص ۲۴۸، ابوداود ج ۲ ص ۱۴۸، [2] معجم طبرانی کبیر بحوالہ الزواجر عن اقتراف الکبائر ج ۲ ص ۲۱۳

نکلی کہ کسی کاشت کار پر نالش کی تھی اس مقدمہ میں اُس کاشت کار نے ان حضرت کو قتل کر دیا، یہ انجام ہوتا ہے ایسے مال والوں کا"۔ [1]

دوزخ کے دہانے سے واپسی

"مجھے محکمہ سیٹلمنٹ میں ملازم ہوئے ابھی چند یوم ہوئے تھے، ایک دن حسبِ معمول دفتر میں کام کر رہا تھا کہ ایک بڑے میاں آئے اور نہایت خوشامدانہ لہجہ میں مجھ سے کہنے لگے بیٹا میرے مکان کا کلیم گُم ہو گیا ہے اور عدالت میں مجھے اس کی نقل پیش کرنی ہے اس لیے اپنے ریکارڈ سے کاپی نکال دو تاکہ اُس کی نقل کروا کے عدالت میں پیش کر سکوں۔

پچاس روپے لگیں گے۔ میں نے اُس کی طرف دیکھے بغیر کہا، جیب میں پھوٹی کوڑی تک نہیں، پچاس روپے کہاں سے لاؤں؟ اس نے مُردہ سی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا، جیب خالی ہے تو میں کیا کروں؟ میں نے ترش روئی سے جواب دیا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا، کچھ دیر بعد سر اُٹھا کر دیکھا تو وہ جا چکے تھے۔ دوسرے روز میں ابھی دفتر میں داخل ہوا ہی تھا کہ وہی بڑے میاں آئے اور پچاس روپے میری طرف بڑھاتے ہوئے بولے کہو بابو جی اَب تو کام ہو جائے گا، قبل اس کے کہ میں انہیں کچھ جواب دیتا میری نظر ان کے چہرے پر پڑی، بڑے میاں کی آنکھوں سے آنسو نکل کر ڈاڑھی میں جذب ہو رہے تھے اور انہیں صاف کرنے کی کوشش میں مصروف تھے، میں نے رونے کی وجہ پوچھی پہلے تو وہ پس و پیش کرتے رہے میرے اصرار پر انہوں نے بتایا کہ کل یہاں سے جا کر اپنی جواں سال بیٹی کے بُندے جو میں نے چند آنے روزانہ کی بچت کر کے اس کی شادی کے لیے بنوائے تھے فروخت کر دیئے تاکہ آپ کا خرچ پورا کر سکوں۔ اس سے

[1] حقیقت مال و جاہ ص ۹۷

آگے وہ کچھ نہ کہہ سکے۔ میں نے اُٹھ کر فائل سے اس کی کاپی نکال کر دی اور جبراً وہ روپے ان کی جیب میں ٹھونس دیے، اُن کے جاتے ہی میں نے عہد کیا کہ آئندہ کبھی رشوت نہ لوں گا۔ مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے بڑے میاں کے ضعیف و ناتواں بازوؤں نے مجھے دوزخ کے دہانے سے کھینچ لیا ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ کِلَاهُمَا فِی النَّارِ۔

(رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں دوزخی ہیں"۔) [1]

ملاوٹ کا انجام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنَّا،" [2]

جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔

"عبد الحمید بن محمود مغربی رح کا بیان ہے کہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا، اسی دوران کچھ لوگ آئے اور اپنا واقعہ بیان کیا کہ ہم لوگ حج کے لیے چلے گئے تھے، ہمارا ایک ساتھی تھا ہم مقام ذو الصِّفاح تک پہنچے تھے کہ ہمارے ساتھی کا انتقال ہو گیا، ہم نے اس کی تجہیز و تکفین کر کے قبر کھودنی شروع کی، قبر کھودی گئی تو ناگاہ لحد میں ایک کالا سانپ نظر آیا جو اتنا بڑا تھا کہ اُس سے پُوری لحد بھر گئی، ہم نے اس قبر کو چھوڑ کر دوسری قبر کھودی، وہاں بھی یہ منظر دیکھنے میں آیا کہ لحد تیار ہونے پر ایک کالے ناگ نے قبضہ جما لیا، ہم نے اس قبر کو چھوڑ دیا، اور اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

[1] - اسلام اور رشوت، ص ۱۰۳، مرسلہ حافظ عتیق جالندھری، سکھر، ماخوذ از البلاغ

[2] - ترمذی، ج ۱ ص ۲۴۵۔

نے فرمایا کہ وہ سانپ اس مُردے کا عمل ہے جو وہ کیا کرتا تھا، خدا کی قسم اگر تم تمام رُوئے زمین کو کھود ڈالو گے ہر جگہ اس کو پاؤ گے اس لیے کسی ایک قبر میں اس کو دفن کردو، چنانچہ ہم نے اس کو ایک قبر میں دفن کر دیا۔ سفر سے واپسی پر اس کی بیوی سے اس کے عمل کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ وہ غلّہ کی تجارت کیا کرتا تھا، ہر روز مالِ تجارت میں سے اپنے گھر کے خرچ کے لیے جتنا غلّہ نکالتا تھا اتنا ہی گھاس پھُونس اور تنکے اس غلّہ میں ملا کر فروخت کر دیتا تھا۔ یہی عمل عذابِ قبر کا سبب ہُوا"۔ ؎

ناپ تول میں کمی کا انجام

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ (۸۳: ۱-۲-۳) خرابی ہے گھٹانے والوں کی وہ لوگ کہ جب ماپ کر لیں لوگوں سے تو پُورا بھر لیں اور جب ماپ کر دیں ان کو یا تول کر تو گھٹا کر دیں، (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ایک صاحب کا کہنا ہے کہ میں ایک بیمار شخص کے پاس گیا جو مرنے کے قریب تھا، میں اُسے کلمہ شہادت کی تلقین کرنے لگا، لیکن اس کی زبان سے کلمہ شہادت نہیں نکلتا تھا۔ اُسے کچھ افاقہ ہوا تو میں نے اس سے کہا بھائی کیا بات ہے میں تمہیں کلمہ شہادت تلقین کر رہا تھا لیکن تمہاری زبان سے وہ نکلتا نہیں تھا؟ کہنے لگا: يَا أَخِي لِسَانُ الْمِيزَانِ عَلَى لِسَانِي يَمْنَعُنِي مِنَ النُّطْقِ بِهَا، بھائی ترازو کی ڈنڈی (جسے پکڑ کر تولتے ہیں) میری زبان پر ہے اور کلمہ شہادت پڑھنے سے روک رہی ہے، میں

؎ موت کا جھٹکا ص ۲۱۸

نے پوچھا کیا تم کم تولتے تھے؟ بخدا یہ بات نہیں ہے، بات یہ ہے کہ ایک زمانے تک میں ترازو کے پلڑوں کو درست کیے بغیر تولتا رہا۔ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غور کیجئے کہ ترازو کے پلڑے درست نہ کرنے والے کا یہ حال ہوا تو جو ناپ تول میں کمی کرتا ہے اس کا کیا حال ہوگا؟" ؎

یاد رہے کہ حضرت شعیب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم ناپ تول میں کمی کرنے کی وجہ سے ہلاک کر دی گئی تھی۔

کسی کی چیز غصب کر لینا یا عاریۃً لیکر واپس نہ کرنا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"أَلَا لَا تَظْلِمُوا أَلَا لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ"۔ ؎۲

خبردار کسی پر ظلم نہ کرنا، خبردار کسی بھی دوسرے شخص کا مال اس کی دلی خوشی کے بغیر لینا حلال نہیں۔

نیز فرمایا:

"لَا يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ عَصَا أَخِيهِ لَاعِبًا جَادًّا فَمَنْ أَخَذَ عَصَا أَخِيهِ فَلْيَرُدَّهَا إِلَيْهِ"۔ ؎۳

تم میں سے کوئی شخص اپنے کسی بھائی کی لاٹھی ہنسی مذاق میں اس مقصد سے نہ لے کہ وہ اسے رکھ لے گا، جو شخص اپنے کسی بھائی سے لاٹھی لے تو اسے واپس کر دینا چاہیئے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے خطبہ

؎ الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج ۱ ص ۱۰۱۔ ؎۲ مشکوٰۃ ص ۲۵۵۔ ؎۳ مشکوٰۃ ص ۲۵۵

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا :

اَلْعَارِیَۃُ مُؤَدَّاۃٌ وَّالزَّعِیْمُ غَارِمٌ وَّالدَّیْنُ مَقْضِیٌّ ۔ ؎۱

عاریۃً لی ہوئی چیز واپس کی جائے، ضامن ضمانت پوری کرنے میں مجبور ہے اور قرض کو ادا کیا جائے ۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا :

" وَمَنِ انْتَھَبَ نُھْبَۃً فَلَیْسَ مِنَّا " ۔ ؎۲

جو شخص کسی کا مال لُوٹتا ہے (ناجائز طریقے سے لیتا ہے) وہ ہم میں سے نہیں ۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا :

" مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّہٗ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِیْنَ " ۔ ؎۳

جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین بھی از راہِ ظلم لے گا قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنی ہی زمین اس کے گلے میں بطور طوق ڈالی جائے گی ۔

کسی کی چیز لے کر واپس نہ کرنے کا انجام

" حضرت ابراہیم تیمیؒ نے موسیٰ بن مہران کو انکے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا اور اُن سے اللہ تعالیٰ کے سلوک کے متعلق سوال کیا، انہوں نے جواب دیا جب سے مرا ہوں اُمراء کی ضیافتوں کا حساب دے رہا ہوں اور

؎۱ ترمذی ج ۱ ص ۲۳۹ ؎۲ ترمذی ج ۱ ص ۲۱۳ ؎۳ مشکوٰۃ ص ۲۵۴ بحوالہ بخاری ومسلم

ایک سُوئی کے بدلے قید ہوں، جسکو میں نے مستعار لیا تھا وہ واپس نہیں کی تھی ۔ ؎۱

کسی کی چیز بغیر اجازت استعمال کرنیکا انجام

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

" وفات کے بعد خواجہ ابوبکر شبلیؒ کو لوگوں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا، فرمایا ویسا ہی کیا جیسا کہ اپنے دوستوں سے کرتا ہے، لیکن ایک سخت عتاب ہوا کہ اب تک اس عتاب میں غرق ہوں، اور وہ اس طرح تھا کہ ایک روز میں کسی شخص کے گھر گیا تھا، گندم کا ڈھیر میرے پاس پڑا تھا ۔ میں نے اس شخص کی اجازت کے بغیر ایک دانہ گندم کا اٹھا لیا اور دانتوں سے دوپارہ (ٹکڑے) کر دیا، مگر کھایا نہیں، حکم ہوا کہ اے شبلی تو لوگوں کی گندم دوپارہ کرتا ہے اور معافی نہیں مانگتا ہے، پس میں اس معاملے میں حیران ہوں کہ کل قیامت کو کیا جواب دوں گا ۔" ؎۲

قرضہ لے کر واپس نہ کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "شہید کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں سوائے قرضہ کے (کہ وہ معاف نہیں ہوتا)" ؎۳

" حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے بتائیے اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں اس حال میں کہ صبر کرنے والا اور ثواب کی نیت رکھنے والا ہوں اور اس طرح جہاد کروں کہ میدانِ جنگ میں دشمن کو پیٹھ نہ دکھاؤں بلکہ اس کے سامنے سینہ سپر رہوں (یہاں تک کہ لڑتے لڑتے مارا جاؤں)، تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہ معاف

؎۱ مخزن اخلاق ص ۲۱۲، ؎۲ افضل الفوائد ص ۱۷۱، ؎۳ مشکوٰۃ ص ۲۵۲ بحوالہ مسلم

فرمادیں گے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں پھر وہ شخص (اپنے سوال کا جواب پاکر) واپس ہوا تو آپؐ نے اسے آواز دی اور فرمایا کہ ہاں (اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ یقیناً معاف فرمادیں گے)، مگر قرض کو معاف نہیں کریں گے، مجھ سے جبرئیل نے یہی کہا ہے۔"[1]

تین پیسے کے عوض سات سو مقبول نمازیں دینی پڑیں گی،

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قیامت کے روز (حقدار کیلئے) ایک دانگ (تین پیسے) کے عوض میں سات سو مقبول نمازیں لی جائیں گی"۔[2] سات سو نمازیں تقریباً تین مہینے بیس دن کی بنتی ہیں۔

خیانت کا انجام

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غزوۂ بدر کے موقعہ پر صحابۂ کرامؓ کی ایک جماعت آئی اور کہنے لگی فلاں شہید ہوا فلاں شہید ہوا حتیٰ کہ وہ ایک شخص (کے جنازہ) کی طرف گزرے اور بولے فلاں شہید ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں، میں نے اس کو آگ میں دیکھا ہے۔ ایک چادر کی خیانت کرنے کی وجہ سے یا فرمایا ایک عبا کی خیانت کرنے کی وجہ سے"۔ (الحدیث)[3]

"حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامان پر ایک شخص مقرر تھا جس کو کرکرہ کہا جاتا تھا۔ کرکرہ مرگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخ میں ہے لوگ اس کا مکان دیکھنے گئے تو اس میں ایک عبا ملی جس کی اس نے خیانت کی تھی"۔[4]

قارئین کرام حرام کھانے کی یہ چند موٹی موٹی صورتیں ہم نے ذکر کی ہیں جن کا

[1] مشکوٰۃ ص ۲۵۲ بحوالہ مسلم۔ [2] حقیقت مال و جاہ ص ۱۴۲
[3] مسلم ج ۱ ص ۷۴۔ [4] بخاری ج ۱ ص ۴۳۲

آج کل کے مہذب معاشرہ میں رواج ہے اور اُن کی بُرائی ذہنوں سے نکلتی جا رہی ہے، باقی ان کے علاوہ اور بیسیوں شکلیں حرام کھانے کی موجودہ معاشرہ میں پائی جاتی ہیں۔ طوالت کے خوف سے اُن کا ذکر ترک کیا جا رہا ہے۔

سوال: موجودہ معاشرہ میں جہاں قدم قدم پر حرام سے سابقہ پڑتا ہے آخر اس سے کیوں کر بچا جا سکتا ہے۔

جواب: موجودہ معاشرہ میں حرام سے بچنے کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اوّل تو انسان اس پر غور کرے کہ میں نے ہمیشہ دنیا میں نہیں رہنا۔ انجام کار مرنا ہے اور مر کر خُدا اور رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ دکھانا ہے۔ اگر میں حرام کھاتا رہوں گا تو خُدا اور رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا مُنہ دکھاؤں گا۔؟

- دوسرے خُدا اور رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر مبنی کتابوں کا مطالعہ کرے۔
- تیسرے نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے
- چوتھے اپنے اخراجات کو بڑھانے کے بجائے کم سے کم کرنے کی کوشش کرے اور جس حد تک حرام سے بچ سکے بچ جائے بالقصد اور جانتے بوجھتے حرام میں نہ پڑے
- پانچویں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا رہے کہ وہ حلال کھانے، کمانے اور حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس طرح اگر کوئی کریگا تو انشاء اللہ حرام سے ضرور بچ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حلال کھانے، کمانے اور حرام کی ہر شکل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین۔

ہماری مطبوعات

		پیسے	روپے
(۱) نورالایضاح مع ترجمہ نورالاصباح	مولانا محمد میاں صاحب رح	..	۶۰
(۲) شرح مأتہ عامل مع حل ترکیب کامل		..	۲۷
(۳) مفتاح العوامل اردو شرح. شرح مأتہ عامل ،	مولانا فخر الدین احمد صاحب رح	..	۵۱
(۴) کتاب الصرف	مولانا عبدالرحمٰن امرتسری مرحوم	۵۰	۲۲
(۵) کتاب النحو	" " "	..	۲۱
(۶) علم النحو	مولانا مشتاق احمد چرتھاولی رح	۵۰	۱۰
(۷) تاریخ اسلام کامل ۳ حصے	مولانا محمد میاں صاحب رح	..	۵۴
(۸) مسلمان خاوند اور مسلمان بیوی، یکجا	مولانا محمد ادریس انصاری	..	۳۶
(۹) موت کی یاد	مولانا محمد زکریا صاحب رح	..	۱۵
(۱۰) تعلیم الاسلام مکمل مجلد	مفتی کفایت اللہ صاحب رح	..	۴۲
(۱۱) تعلیم الاسلام اول	" " " "	۵۰	۴
(۱۲) " " دوم	" " " "	۲۵	۵
(۱۳) امت مسلمہ کی مائیں	مولانا عاشق الٰہی صاحب	..	۲۴
(۱۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں	" " "	..	۱۸
(۱۵) سنت رسول الثقلین فی ترک رفع الیدین	مولانا عبدالرشید کشمیری صاحب	..	۱۲
(۱۶) تحقیق مسئلہ فاتحہ خلف الامام	" " " "	..	۱۲
(۱۷) تحقیق مسئلہ تراویح	مولانا محمد امین اوکاڑوی "	..	۱۲
(۱۸) عورتوں کی نماز	مولانا محمد قریش صاحب	۵۰	۷
(۱۹) حدیث اور اہل حدیث	مولانا انوار خورشید "	..	۱۸۰
(۲۰) فضیلت کی راتیں	مولانا نعیم الدین صاحب	..	۶۰
(۲۱) شب برات کی فضیلت	" " " "	..	۶۰
(۲۲) حلال و حرام	" " " "	..	۱۵

ہماری مطبوعات

		پیسے	روپے
(۱) نورالایضاح مع ترجمہ نورالاصباح	مولانا محمد میاں صاحبؒ	۰۰	۶۰
(۲) شرح مأتہ عامل مع حل ترکیب کامل		۰۰	۲۷
(۳) مفتاح العوامل اُردو شرح۔ شرح مأتہ عامل ،	مولانا فخر الدین احمد صاحبؒ	۰۰	۵۱
(۴) کتاب الصرف	مولانا عبدالرحمٰن امرتسری مرحوم	۵۰	۲۲
(۵) کتاب النحو	〃 〃 〃 〃	۰۰	۲۱
(۶) علم النحو	مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ	۵۰	۱۰
(۷) تاریخ اسلام کامل ۳ حصے	مولانا محمد میاں صاحبؒ	۰۰	۵۴
(۸) مُسلمان خاوند اور مُسلمان بیوی، یکجا	مولانا محمد ادریس انصاری	۔۔	۳۶
(۹) موت کی یاد	مولانا محمد زکریا صاحبؒ	۰۰	۱۵
(۱۰) تعلیم الاسلام مکمل مجلد	مفتی کفایت اللہ صاحبؒ	۰۰	۴۲
(۱۱) تعلیم الاسلام اوّل	〃 〃 〃 〃 〃	۵۰	۴
(۱۲) 〃 〃 دوم	〃 〃 〃 〃 〃	۲۵	۵
(۱۳) اُمتِ مُسلمہ کی مائیں	مولانا عاشق الٰہی صاحب	۰۰	۲۴
(۱۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں	〃 〃 〃 〃	۰۰	۱۸
(۱۵) سُنّت رسول الثقلین فی ترک رفع الیدین	مولانا عبدالرشید کشمیری صاحب	۰۰	۱۲
(۱۶) تحقیق مسئلہ فاتحہ خلف الامام	〃 〃 〃 〃 〃	۰۰	۱۲
(۱۷) تحقیق مسئلہ تراویح	مولانا محمد امین اوکاڑوی 〃	۰۰	۱۲
(۱۸) عورتوں کی نماز	مولانا محمد قریش صاحب	۵۰	۷
(۱۹) حدیث اور اہلِ حدیث	مولانا انوار خورشید 〃	۰۰	۱۸۰
(۲۰) فضیلت کی راتیں	مولانا نعیم الدین صاحب	۰۰	۶۰
(۲۱) شبِ برات کی فضیلت	〃 〃 〃 〃 〃	۰۰	۶۰
(۲۲) حلال وحرام	〃 〃 〃 〃 〃	۰۰	۱۵